مولانا ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی۔

اطاعتِ رسولؐ ۔ قرآن کی روشنی میں

کائنات کے نظام کی غایت و مصلحت اس قدر وسیع ہے کہ ہماری دانش و بینش اس کی رسائی سے محروم ہے۔ عقلی نتائج اور علمی استعداد سے منتہائے مقصود کا حصول ممکن نہیں ہے۔ علم و فہم کی روشنی میں تمام ظاہری و باطنی صلاحیتوں، مادی و روحانی وسائل و قوتوں کو بروئے کار لاکر ظن و تخمین سے کام لیا جائے تو بھٹک جانے کا خدشہ لاحق ہے۔ اس واسطے خدائے وحدہٗ لاشریک کے صحیح اتباع کے لیے افراط و تفریط کو چھوڑ کر اطاعتِ رسولؐ ناگزیر ہے۔ اس سے استقامت دین۔ علم کی روشنی۔ بصیرت کا نور، تدبر کی صلاحیت اور تفرید کی قابلیت مترتب ہوتے ہیں۔

جب ہم دنیاوی معاملات میں کسی کو اپنا مختارِ کار یا (ATTORNEY) اٹارنی بناتے ہیں تو اس کو ایک سند دیتے ہیں کہ فلاں شخص جس کو ہم نے اپنے یہ یہ اختیارات دے دیئے ہیں اور یہ جو کام کرے گا وہ ہماری جانب سے مستند تسلیم کیا جائے۔ تاآنکہ جس سے اس شخص کو سابقہ پڑے اس کو معلوم ہو کہ یہ آدمی درحقیقت مختار ہے۔ اور اس کا پیغام عمل اور تقریر میں مالک کی مرضی اور فیصلہ شامل ہے۔ خداوند ذوالجلال نے جب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو باقاعدہ طور پر اس کی سند دی۔ ملاحظہ فرمائیے۔ (النجم ۲-۵)

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝	تمہارے صاحب نہ بدراہ ہوئے نہ گمراہ ہوئے۔ اور جو
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝	کچھ کہتا ہے۔ ہوائے نفس کی بنا پر نہیں کہتا۔ اس کی بات
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝	کچھ نہیں مگر وحی جو اس پر نازل کی جاتی ہے اس کو تعلیم
عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝	اس نے دی جو زبردست قوتوں کا مالک ہے۔

قریشِ مکہ حضور سرورِ دو عالمؐ پر متعدد الزام لگاتے تھے۔ کچھ شاعر کہتے تھے، کچھ کاہن کہتے تھے۔ کچھ سوچتے نعوذ باللہ مال و دولت یا نفس کے زیرِ اثر یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ اس وقت یہ انٹروڈکشن اور یہ ڈیلیگیشن اس ربِ کریم کی طرف سے منکرانِ رسولؐ کے لیے نازل ہوا کہ خبردار! تمہارا صاحب۔ لفظ تمہارے صاحب کی باریک بینی کے قربان جائیے یعنی

اللہ تعالیٰ نے محمد کو اپنا دوست، رفیق یا عزیز نہیں بنایا۔ بلکہ صاحب کا لفظ استعمال کیا اور وہ بھی تمہارا۔ اے قریش! کیونکہ وہ تم میں سے ہی تھا اور تم لوگوں نے ایک مدت اس کو اپنے درمیان رکھا اور دیکھا کہ نہ یہ شخص برا ہے نہ بدخو ہے، نہ لالچی ہے نہ خیانت کرتا ہے اور نہ ہی کوئی بری صفت اس میں ہے۔ یہ کوئی نئی درآمدہ چیز نہیں ہے۔ اتنے انٹروڈکشن کے بعد حق تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ اس شخص کو ہم نے تعلیم دی اور یہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتا صرف اس کے منہ سے وہی نکلتا ہے جو ہماری طرف سے ہوتا ہے۔

اگر حقیقت اور تحقیق کے متلاشی کائنات دیکھیں تو انہیں یہ محسوس ہوگا کہ انسان جمادات نباتات، حیوانات، آفتاب، ماہتاب، ارض وسما ان میں ہم آہنگی اور یک جہتی ایک ایسے قانون کے تابع ہیں جس میں تغیر رونما ہونے کا امکان نہیں ہے۔ ان سب کا نمو اور روش اس فضائے بسیط میں ایک وضع کردہ نظام اور آئین کے تحت ہے۔ جو تمام اشیاء کو تفریق وانتشار کے دستبرد سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس نظام اور آئین کے خالقِ حقیقی کی عبادات واطاعت انسان پر لازم ہے۔ یہ ایمان ہے۔ اس ایمان کے ارکان میں سے توحید (ایمان باللہ) اور ایمان بالرسول اصل الاصول ہیں۔ گو قرآنِ حکیم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس میں زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مگر ضابطۂ حیات کی تکمیل کے لیے سنتِ رسولؐ بھی اتنی ہی ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے فطرتِ سلیمہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحمت فرمائی تھی۔ جو ضلالت وغوایت سے پاک تھی۔ ہوائے نفس سے محفوظ تھی۔ تقویٰ وپاکیزگی سے لبریز تھی۔ آپؐ کے تمام اقوال وافعال عالمِ انسانی کے لیے ایک قابلِ تقلید نمونہ تھے۔ اور ہم ان ہی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ کیا چیز جائز ہے کیا ناجائز۔ کونسی چیز حرام ہے کیا حلال ہے۔ کون سی باتیں رب العالمین کی رضا کے مطابق ہیں اور کیا اس کے خلاف ہیں۔ کن امور میں ہم کو رائے اور اجتہاد کی آزادی حاصل ہے اور کن امور میں نہیں ہے، وغیرہ وغیرہ۔ جناب یہ باتیں ہم نہیں کہہ رہے یہ مطالعۂ قرآن سے معلوم ہوتی ہیں۔ جس نے سنت پر عمل پیرا ہونے کے لیے ہم کو راہِ ہدایت بخشی۔ آپ بھی ملاحظہ کریں۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (حشر)

جو کچھ رسول تمہیں دے، لے لو۔ اور جس چیز سے روک دے رک جاؤ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو

وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ
(محمد - ۳۳)

اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ
(محمد ۲)

اس چیز کو مان لیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور وہ سراسر حق ہے ان کے رب کی طرف سے۔

حضورؐ پاک کے معلم۔ مبلغ ہونے کا امر مسلمہ ہے کہ آپؐ نے اپنے قول و فعل سے قرآن سمجھایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں چار جگہ (البقرہ ۱۲۹، ۱۵۱۔ آل عمران ۱۶۴۔ الجمعہ ۲) بالتفصیل بتا دیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف کتاب اللہ کی آیات سنا دینا ہی نہ تھا۔ بلکہ اس کی تعلیم بالعمل بھی تم کو سمجھانا اور دکھانا تھی۔ محمد رسول اللہ خاتم النبیین نے صرف قرآن کی تعلیم ہی نہیں دی۔ بلکہ اس کے احکامات پر عمل کرنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ
(نحل ۴۴)

اے نبی یہ ذکر ہم نے تم پر اس لیے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح و توضیح کرتے جاؤ جو ان کے لیے اتاری گئی ہے۔

قارئین! اطاعتِ رسول درحقیقت کوئی بالذات اطاعت نہیں ہے۔ بلکہ ان احکامِ خداوندی کی تعمیل ہے۔ جو کہ قرآنِ حکیم میں من جانب اللہ ہے۔ اور اسلامی نظام میں کلیۃً مطاع اللہ کی واحد عملی صورت ہے۔ اسوۂ حسنہ رسولؐ قطعاً احکامات اور فرامینِ خدا کا ایک مستند منبع ہے۔ اسلام نے پورے مذہبی، تمدنی، سیاسی، اخلاقی، سماجی، معاشرتی نظام کی بنیاد اور اسلامی دستور کا تخیل سرورِ کائنات، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے سیکھا ہے۔ یہ بھی ہماری رام کہانی نہیں ہے بلکہ قانونِ الٰہی کا قاعدہ کلیہ ہے۔ بنیادی عقائد کو قبول کرنے کے بعد ایک مسلمان کے لیے صحیح طرزِ عمل یہ ہے کہ رسول اللہ کی پیروی کرے اور بسر و چشم کرے۔ اور اپنے حسنِ عمل پر غرہ بھی نہ کرے۔ بلکہ اطاعت بشکل ایک فرمانبردار کے کرے۔

ملاحظہ کریں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ

ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے

بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ (النساء - ۶۴) کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اللہ کے اذن سے

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (الفتح - ۱۰) جو رسول کی اطاعت کرے اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ (الفتح : ۱۰) (اے نبیؐ) یقیناً جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔

جب ہم اطاعتِ رسول ﷺ کا ذکر کریں گے یہ بات ذہن نشین کرنی پڑے گی کہ اولاً اللہ پر ایمان ہو اور صرف اس کے وجود ہی کو نہیں بلکہ اس کی حیثیت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور اس سے دُعا، امداد طلب کرنی اور اس کی تکمیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کو ماننا ہے کہ وہ خدائے ذوالحکمت کا مقرر کیا ہوا ہادی اور حاکم ہے۔ جس چیز کی اس نے تعلیم دی وہ سب اللہ کی ہی طرف سے ہے اور ہمیں واجب التسلیم ہے اور اس کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا ؕ (النور : ۵۴) اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

مزید برآں خدائے بزرگ و برتر کو اپنے رسول کی اطاعت اس قدر پسند ہے کہ اس نے علی الاعلان اس کی وضاحت فرما دی۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ خدا تم کو پسند کرے تو رسول کی پیروی کرو۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران : ۳۱) اے محمد ﷺ! کہو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا تم سے محبت کرے گا۔

اس آیت کے شروع میں قل آیا ہے۔ یعنی رب العرش العظیم نے حکم فرمایا کہ اے نبیؐ کہہ دو۔ یہ الفاظ سنانے کا اور طرزِ گفتگو کا مدعا یہ معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے پیارے نبی یہ بات اپنی نسبت کسی خوش اعتقادی یا اپنے احساسِ برتری کی بنا پر نہیں فرما رہے بلکہ یہ حکم باذن اللہ دے رہے ہیں اور حق تعالیٰ نے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ نہایت اعلیٰ و ارفع رکھا ہے یہاں تک کہ ان کی اطاعت کرنے والے کو بھی خداوند قدوس نے پسند فرمایا ہے۔

اس رسالت مآب کی ذاتِ محمود۔ ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور اسوۂ سنت پر عمل پیرا ہوئے۔ ایک نمونہ کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ (الاحزاب : ۲۱)

تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات ایک بہترین نمونہ ہے۔

آپؐ کا اسوہ حسنہ امت کے پاس جملہ احکامِ قرآنی بہ شکلِ عمل ہمیشہ موجود ہیں۔ جس کے مطابق امت نسل در نسل عمل کرتی چلی آرہی ہے۔ اس عمل کا جو نمونہ ہمارے ہاں ہے اس کی روشنی میں ہمیں نظر آتا ہے کہ حضورؐ کیسے کیسے احکامِ بدعیہ کے ساتھ استحکامِ توحید کی اور بطلانِ شرک سے حذر و گریز کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

اطاعتِ رسول شرائع الٰہیہ کی روشنی میں بحیثیت حاکم یا استاد کے، مبلغ یا بحیثیت قاضی کے اور علومِ فاضلہ و نافعہ کے جن کے تحت تمام تر اسرار و غوامض عالم آتے ہیں۔ ہر مسلمان پر بہرحال فرض ہے۔

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (البقرۃ - ۱۵۱)

یہ رسول تم کو کتاب الٰہی حکمت سکھاتا ہے اور ایسے علم سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

رب السمٰوٰت والارض کو حضور سرورِ کائنات رحمۃ للعالمینؐ کی ہمہ صفات میں جو فخر و انبساط تھا۔ اس کے طریقے پر عمل کرنے والے پر انعام مقرر فرما دیا۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۔

جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ کا انعام ہے۔

ملاحظہ کریں۔ آل عمران - ۱۶۴

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔

اللہ نے احسان کیا مومنوں پر جب کہ بھیجا ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول جو تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیات کی اور تزکیہ کرتا ہے ان کا اور تعلیم دیتا ہے ان کو کتاب کی اور دانائی کی۔

اس آیت کا نزول ۳ھ میں ہوا جب کہ جنگِ اُحد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی شکست کے بعد قدرتی امر تھا کہ نو مولود مسلمانوں کی توقعات کو صدمہ پہنچا کہ ہم اللہ کی خاطر لڑے اور اس کا

دعوہ تھا کہ سچائی کی فتح ہوگی۔ مگر ہم شکست کھا گئے۔ ان کی تالیفِ قلب کے لیے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنو جو رسول ہم نے تمہارے پاس بھیجا وہ تم میں ایک ہے۔ اور اس کی حیثیت معلم کی سی ہے۔ جو تم کو دانائی کی تعلیم دیتا ہے۔ سلسلہ کلام اس ہی سورت کی آیت ۱۶۵ سے جا ملتا ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے "اور یہ تمہارا کیا حال ہے کہ جب تم پر مصیبت آ پڑی تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آئی حالانکہ (جنگِ بدر) اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں فریقِ مخالف دکافروں پر پڑ چکی ہے۔ اے نبی! ان سے کہہ دو کہ یہ مصیبت تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ۝ (الاعراف - ۱۵۷)	حکم دیتا ہے ان کو نیکی کا اور منع کرتا ہے ان کو برائی سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیے پاک چیزوں کو، حرام کرتا ہے ان کے لیے ناپاک چیزیں۔

اس سورت کے پسِ منظر میں جو گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ دعوتِ رسالت پر منتج ہے۔ اور اس میں خدا کے فرستادہ رسول کی اطاعت، فرمانبرداری اور حکم عدولی پر تنبیہ کا تفہیمی انداز جھلکتا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ ایامِ جہالت میں ناخواندہ عوام نے کس طرح پاک چیزوں کو حرام کر رکھا تھا۔ اور ہمارے نبی سرورِ کائناتؐ نے جو لائحہ عمل پیش کیا وہ انہیں حرام قرار دیتا ہے اور یہ ہدایت واضح بالتفصیل دی گئی کہ حرام و حلال میں تفریق و تفویض کے لیے رسولؐ کی اطاعت کریں۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے پاک و حلال کھایا۔ طریقِ سنت پر عمل کیا۔ اور اس کی زیادتیوں سے لوگ امن میں رہے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا (مشکوٰۃ شریف - ۱۶۶) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس عمل کرد حلال پر اور بچو حرام سے اور پیروی کرد محکم کی (مشکوٰۃ - ۱۷۰) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "جس شخص نے میری اطاعت کی اور جو بات میں لے کر آیا ہوں، ان کی پیروی کی اس نے نجات پائی اور جس شخص نے نافرمانی کی اور جو حق بات میں لے کر آیا ہوں - اس کو نہ مانا وہ گمراہی میں پڑ گیا" (مشکوٰۃ ۱۳۸)

اس مضمون سے یہ حدیث بھی مسلم ہے:

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ۔	جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

یہی بات قرآنِ حکیم میں ان الفاظ میں درج ہے۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔ (النساء - ۵۹)	اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول[1] کی اور ان اولی الامر کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر تمہارے درمیان کسی بات میں نزاع ہو تو اس میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن میں اختلافِ رائے کے بارے میں بتا دیا گیا ہے کہ قرآن کے بعد رسولؐ کا طریقہ تمہارے لیے مرجع ہے۔ یعنی اسلامی نظام میں خدا کا حکم اور رسولؐ کا طریقہ سنت (اسوۂ حسنہ) ہی بنیادی قانون اور آخری سند ہے۔ مسلمانوں کے درمیان یا حکومت اور رعایا کے درمیان جس مسئلہ پر بھی نزاع ہو جائے اس کا فیصلہ قرآن اور سنت پر کیا جائے۔ اور جو فیصلہ قرآن اور سنت کے مطابق ہو گا وہ نافذ العمل ہو گا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اس سے پیشتر بھی نبی آئے۔ ان قوموں نے جن کے پاس نبی آئے گو ان کو انھوں نے نبی بھی تسلیم کر لیا۔ تاہم انھوں نے ان کا اتباع نہ کیا اور نکبت و ادبار کی نذر ہو گئیں۔

ان سے آپ عبرت حاصل کریں اور ایمان لائیں۔ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں متغیر اور مختلف النوع حالات، پیش آمدہ جزئیات اور مسائل کے لیے تفصیلی قوانین اور احکام نہیں بیان فرمائے بلکہ اس کے لیے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو قانون سازی تفویض کر دی گئی ہے۔

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ	اور کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں

---

[1] پیغمبر قانون ساز نہیں ہوتے کیونکہ تشریع خدا کا کام ہے، نبی کے ذمے اس کی تشریح، تبلیغ، تنفیذ اور تبلیغ ہوتی ہے۔ غیر منصوص احکام میں پیغمبر خدا "ملکۂ نبوت" سے کام لیتے ہیں، جس کو ہم وحی خفی، الہام، القاء اور اجتہاد سے تعبیر کرتے ہیں۔ (عزیز زبیدی)

إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (الاحزاب - ۳۶)

ہے کہ جب کسی معاملہ کا فیصلہ اللہ اور اس کا رسول کر دے تو پھر ان کے لیے اپنے اس معاملہ میں خود کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہ جائے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

مندرجہ ذیل آیاتِ کریمہ اس کا مدلل ثبوت ہیں کہ مسلمان فرمانِ رسولؐ کی پیروی میں تعرض نہ کریں۔

قُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ (الشوریٰ - ۱۵)

اور ان سے کہہ دو کہ اللہ نے جو کتاب نازل کی اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔

جب آپؐ کے پاس کوئی فیصلہ کے لیے آتا تو فیصلہ کی تفتیش پیچھے چھپے کرتے کہ فیصلہ درست ہوا یا نہیں۔ اس حقیقت کو صاف صاف قرآنِ پاک میں بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا (الحجرات - ۱۵)

مومن تو حقیقت میں وہ ہیں جو اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے اور پھر شک و شبہ میں نہ پڑے۔

حضور محمد رسول اللہ کے فیصلے وقتی نہیں ہوتے تھے۔ آپؐ رحمۃ للعالمین تھے۔ آپؐ کے فیصلے با مراللہ ہوتے تھے۔ جو کہ مومنوں کے لیے تا قیامت مشعلِ راہ بنے رہیں گے۔ جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت ہوا اور ان ہی طریقوں پر آپ نے ہدایت اور رہنمائی فرمائی۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مسلمینِ عالم کے لیے فیصلہ کن سند ہیں۔ ان ارشاد کو ماننے یا نہ ماننے پر ہی آدمی کے مومن ہونے یا نہ ہونے کا انحصار ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔

لا یومن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به۔ (مشکوٰۃ)

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کے تابع نہ ہو جسے میں لے کر آیا ہوں۔

ہماری دینوی تعلیم کا منبع اول قرآن ہے وہ ہی واضح طور پر صراحت کرتا ہے کہ اطاعت رسول اس حد تک ہونی چاہیے کہ اپنی رائے، اپنے فیصلے اپنے خیالات کو ہرگز ہرگز اللہ اور رسولؐ کے فیصلوں پر سبقت نہ دو۔ ملاحظہ کریں:

لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ (الحجرات - ۱)

اللہ اور اس کے رسولؐ کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔

اس سے معاملہ بالکل صاف ہو گیا ہے کہ اے ایمان والو۔ اللہ اور رسول کے فیصلوں کے آگے تمہارے دائرہ اختیار میں کچھ نہیں ہے۔ اگر غور و خوض سے کام لیا جائے تو یہ فیصلہ انفرادی نقطۂ نگاہ تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ اجتماعی طور پر بھی برابر ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ ملکی معاملات میں آئین سازی۔ تکمیلِ دستور میں بھی کتاب اللہ اور سنتِ رسول کی اطاعت لازمی ہے۔

یہی نہیں بلکہ قرآنِ حکیم اس اطاعت کو اس حد تک بتاتا ہے کہ نبی کے آگے آواز بلند کرنی۔ اونچی آواز میں بات کرنا ممنوع ہے۔ آپ خود پڑھ لیں۔

لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ (الحجرات - ۲)

اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز میں بات کرو۔

اس کے آگے ہی ہم کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ،

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (الحجرات - ۲)

کہیں ایسا کرنے سے تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تم کو خبر تک نہ ہو

شرح السنہ للامام البغوی

تفسیر الخازن مع البغوی، الخازن مع النسفی، ابن کثیر، جامع البیان، ابن عباس، احکام القرآن تفسیر للجصاص، البرہان فی علوم القرآن الزرکشی، مناھل العرفان فی علوم القرآن، الاتقان، سیرتِ حلبیہ، اعلام الموقعین لابن القیم، زاد المعاد، مروج الذہب فی التاریخ، تیسیر الوصول الی جامع الاصول من حدیث الرسول ۴ جلد، المسوّی من احادیث المؤطا، تثبیت دلائل النبوۃ، تاریخ العرب، الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ، الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطٰن لابن تیمیہ، الطرق الحکمیہ لابن القیم، منہاج السنۃ لابن تیمیہ، الخصائص الکبریٰ والحاوی فتاوی السیوطی وغیرہ۔ آپ اپنی کوئی کتاب بیچنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں۔

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار۔ لائلپور